جناب پروفیسر حافظ سید خالد محمود ترمذی

خطبہ حجۃ الوداع

ایک نام نہاد سکالر کے بیجا شبہات کی حقیقت

گذشتہ سال انہی ایام میں انہی اوراق میں راقم الحروف کا پروفیسر رفیع اللہ شہاب کے پاکستان ٹائمز میں شائع شدہ گمراہ کن مضامین (کیا عورتیں عقل اور مذہب میں کم تر ہیں؟ حضرت حوا کی پیدائش اور پیغمبر کا نظام عدل) کے جواب میں ایک مضمون "عورت کی وراثت اور شہادت کا مسئلہ" شائع ہوا تھا جس میں موصوف کے بار بار دہرائے گئے اس دعوی کو غلط ثابت کیا گیا تھا کہ قرآن نے عورت کو مرد سے دگنا حصہ وراثت میں دیا ہے۔ عجیب اتفاق ہے کہ انہی ایام میں موصوف کو پھر دورہ پڑا۔ اس مرتبہ انہوں نے اپنی مشق ستم کے لئے خطبہ حجۃ الوداع کا انتخاب کیا ہے۔ "پیغمبر کا خطبہ حجۃ الوداع"
PROPHETS ADDRESS AT FAREWEL PILGRIMAGE

جو پاکستان ٹائمز کے ۱۶ نومبر ۸۶ء یعنی ۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۷ھ کے میلاد النبی ایڈیشن میں شائع ہوا ہے۔ لکھتے ہیں حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبے کو ایک اسلامی ادب میں ایک کلاسیکی دستاویز کی حیثیت حاصل ہے۔ آپ کے دیگر خطبات کی طرح یہ خطبہ بھی مختصر تھا۔ اس کے ایک جملے میں امت مسلمہ کے لئے ایک اہم پیغام مضمر تھا۔ جس پر اگر مسلمان صحیح طور سے عمل کرتے تو یقیناً اچھے مسلمان بن سکتے تھے"

پیرے میں فعل ماضی استعمال ہوا ہے یعنی کبھی تھا اب نہیں ہے۔ اب کیا ہے۔

اگلے پیرے میں ملاحظہ ہو:۔

بعد ازاں خطبے کی مقبولیت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس میں بہت سے اضافے (ADDITIORS) کئے گئے۔ جن میں سے کچھ اضافوں میں تو حسن نیت کارفرما تھی۔ لیکن بعض اضافوں کا مقصد چند غیر اسلامی رسوم و رواج کو قانونی تحفظ فراہم کرنا تھا۔ مثلاً سورۃ محمد کی آیت نمبر ۴ کی رو سے غلامی کو اسلام نے قطعاً ممنوع قرار دے دیا تھا۔ لیکن محولہ بالا خطبے میں ایسا اضافہ کیا گیا۔ جس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ غلامی اسلام میں جائز ہے۔ اسی طرح ربو کی مختلف شکلیں ہیں جن میں غریبوں اور مزدوروں کا استحصال کیا جاتا ہے مثلاً زمین کو بٹائی پر دینا جو اسلام میں ناجائز ہے لیکن خطبے میں اس انداز سے اضافہ کیا گیا کہ جس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ ربو صرف سود تک محدود ہے ان اضافوں نے نہ صرف خطبے

کے حسن کو داغدار کیا ہے بلکہ اس کی صحت و ثقاہت کے بارے میں بھی شکوک و شبہات پیدا کر دئے ہیں"

پھر موصوف نے صحیح بخاری سے (جسے موصوف احادیث کا مستند ترین مجموعہ تسلیم کرتے ہیں) اس خطبے کے اصل متن کا انگریزی ترجمہ دیا ہے اس میں حضرت ابن عباس کی وہ روایت نقل کی ہے جس میں آپ نے مسلمانوں کے جان و مال، عزت و آبرو اور جائیداد کو اس طرح محترم قرار دیا جس طرح یہ مہینہ یہ شہر اور یہ دن محترم ہے۔ پھر آپ نے ان صحابہ کو جو موجود تھے یہ پیغام ان لوگوں تک پہنچانے کی ہدایت کی جو موجود نہیں تھے نیز اس سے منع فرمایا کہ میرے بعد پھر کفر کی طرف لوٹ جاؤ اور ایک دوسرے کو ناحق قتل کرنے لگو۔

موصوف کے نزدیک یہی کچھ اصل خطبہ ہے جو ایک جملے پر مشتمل ہے۔

پھر موصوف لکھتے ہیں۔

اور علامہ شبلی نعمانی نے جب اپنی مشہور کتاب سیرت النبی تصنیف کی تو اس بات کی بہت کوشش کی کہ اس خطبے کا اصل متن دستیاب ہو جائے لیکن ناکام ہوئے۔ بہرحال آپ نے اس موضوع پر تمام احادیث کے وسیع مطالعے کے بعد ایک خطبہ ترتیب دیا جو درج ذیل ہے۔

اس کے بعد موصوف نے خطبہ نقل کیا ہے آغاز "ہاں جاہلیت کے تمام دستور میرے دونوں پاؤں کے نیچے ہیں" سے کیا ہے اور "اللھم اشھد۔ اے خدا تو گواہ رہنا" پر ختم کیا ہے۔ ص ۱۵۸ تا ۱۵۹ جلد دوم سیرت النبی کا حوالہ دیا ہے حالاں کہ خطبہ ص ۱۶۴ پر جاکر ختم ہوتا ہے۔

حیرت اس بات پر ہے کہ موصوف کو تو بغیر تلاش کے خطبے کا اصل متن مل گیا لیکن علامہ شبلی تلاش بسیار کے باوجود ناکام رہے۔ بہرحال اس موضوع پر تمام احادیث کے گہرے وسیع مطالعے کے بعد ایک خطبہ انہوں نے مرتب کر لیا بقول موصوف کے۔ لیکن حسب عادت علمی خیانت سے کام لیتے ہوئے ادھورا خطبہ نقل کرنے کے بعد موصوف لکھتے ہیں:۔

"علامہ شبلی اگرچہ عظیم سکالر ہیں لیکن بخاری کی روایت کو خطبے میں اضافے کرتے ہوئے یہ نہیں سوچا کہ اس طرح وہ غلامی کو جسے قرآن نے ناجائز قرار دیا ہے سند جواز عطا کر رہے ہیں"

تضاد بیانی ملاحظہ ہو کہ خطبے کے شروع میں موصوف نے لکھا کہ اس موضوع پر تمام احادیث کے وسیع مطالعے کے بعد علامہ شبلی نے ایک خطبہ ترتیب دیا جسے خود علامہ سید سلیمان ندوی نے بھی تسلیم کیا ہے۔ علامہ فرماتے ہیں:۔

"اصل یہ ہے کہ یہ ایک طویل خطبہ تھا ہر ایک شخص کو جو فقرہ یاد رہ گیا اس کی اس نے روایت کر دی۔ اس پر مختلف ماخذوں سے ان ٹکڑوں کو جمع کر لیا گیا ہے۔ اور اس کے جابجا حوالے دئے گئے ہیں" فٹ نوٹ سیرت النبی ص ۱۵۳۔ لیکن خطبے کے آخر میں موصوف علامہ شبلی پر بہتان لگا رہے ہیں کہ یہ اضافے علامہ شبلی نے اپنی طرف سے

کیے تاکہ غلامی کو جائز قرار دے سکیں۔ حالاں کہ یہ صغیر کے دلوں میں جن کے لئے علامہ نے سیرت النبی تحریر فرمائی غلامی کا رواج ہی نہیں تھا۔ پھر آخران کو اس اضافے کی ضرورت پیش آ گئی۔ اور اس میں علامہ کا کیا فائدہ مضمر تھا؟ یا علامہ کس کو فائدہ پہنچانا چاہتے تھے؟ حالاں کہ آپ کی رحلت سے کچھ دیر پہلے ہی یعنی آپ کے آخری جملے بل الرفیق الاعلیٰ سے پہلے جو جملے لوگوں آپ کی مبارک زبان سے سنے وہ تھے الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم۔ نماز اور غلام (ادب المفرد امام بخاری صہ ۴۷ طبع مصر)

اس کے بعد لکھتے ہیں:۔

"سیرت ابن اسحاق سب کے نزدیک تاریخ اسلامی کی ایک مسلمہ کتاب ہے لیکن اس کتاب میں جو خطبہ دیا گیا ہے وہ صحیح بخاری اور علامہ شبلی کے خطبوں سے قطعی مختلف ہے۔" پھر موصوف نے اے گلام کی کتاب (The Life of Mohammad) جو سیرت ابن اسحاق کی کتاب "سیرت رسول" کا ترجمہ ہے اور آکسفورڈ یونیورسٹی پریس کی چھپی ہے) سے خطبہ نقل کیا ہے صہ ۶۵۱، ۶۵۲ کا حوالہ دیا ہے۔ یعنی موصوف نے ابن اسحاق کی سیرت رسول کا مطالعہ نہیں کیا۔ خطبہ نقل کرنے کے بعد موصوف نے پھر اسی جملے کی تکرار کی ہے جو خطبے کے شروع میں دیا تھا کہ اس خطبے کا متن امام بخاری اور علامہ شبلی کے متنوں سے مختلف ہے اور اس تکرار کے بعد لکھتے ہیں:۔

"بہرحال تعجب خیز امر یہ ہے کہ خطبے کا جو متن ہمارے ملک کے علماء میں مقبول ہے۔ وہ مندرجہ بالا خطبوں سے بھی بالکل مختلف ہے اس میں بہت سے اضافے (The Life of Mohammad) کیے گئے ہیں جن کی کوئی سند نہیں ہے راقم الحروف نے بڑی کوشش کی کہ کسی مستند اسلامی لٹریچر میں یہ خطبہ مل جائے لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔"

پھر وہ خطبہ نقل کیا ہے جو موصوف کو کسی مستند اسلامی کتاب میں دستیاب نہیں ہوا۔
شروع اس طرح کیا ہے:۔

"حج کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عرفات پہنچے۔ اور وہاں قیام فرمایا۔ جب دن ڈھل گیا تو اپنی سواری طلب فرمائی۔ سواری کو تیار کرکے لایا گیا۔ آپ اس پر سوار ہوئے وادی کے وسط تک تشریف لے گئے۔ پھر سواری سے اتر پڑے اور اپنا مشہور خطبہ دیا۔ جو آپ کی زندگی کا آخری خطبہ ثابت ہوا۔ حمد و ثنا کے بعد آپ نے خطبہ ان الفاظ سے شروع فرمایا۔

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اس جیسا یا اس کا ہمسر کوئی نہیں نہ کوئی اس کا شریک ہے اس نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اور اپنے بندے اور پیغمبر کی مدد کی اور اکیلے تمام طاغوتی قوتوں کو شکست دی۔"

یہ علم - اے مقدم کے ترجمہ شدہ خطبے سے طویل تر ہے یا یوں کہئے کہ پورا خطبہ ہے۔ سوائے ایک جملے کے جو یہ ہے۔ "اگر کوئی حبشی بینی بریدہ غلام بھی تمہارا امیر ہو اور وہ تم کو خدا کی کتاب کے مطابق لے چلے تو اس کی اطاعت اور فرماں برداری کرو" (سیرت النبی صہ ۱۶۴)

مضمون کے آخر میں لکھتے ہیں کہ:-

"یہ متن ہمدرد فاؤنڈیشن نے شائع کیا ہے لیکن یہ پتہ نہیں چلتا کہ یہ کہاں سے نقل کیا گیا ہے کیونکہ کسی سند کا حوالہ نہیں دیا گیا مسلم اکابرین نے حدیث مبارک کی اسناد کی صحت و درستی کو پرکھنے کے لئے جو اصول متعین کئے ہیں ان کے مطابق امام بخاری نے جو خطبہ دیا ہے وہ مستند ترین ہے دراصل اس خطبے میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی تعلیمات کا خلاصہ (روح) ایک جملے میں بیان فرمادیا ہے اس میں آپ نے جو پیغام دیا ہے اس کو سمجھنا اور عمل کرنا آسان ہے۔ خطبے میں مابعد کے اضافوں (Additions) سے اگرچہ اس کے حجم میں کئی گنا اضافہ ضرور ہوگیا ہے لیکن وہ ان اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لئے مفید ثابت نہیں ہوا۔ جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے امت مسلمہ کے لئے مقرر فرمائے تھے"

ہمدرد فاؤنڈیشن کے محولا بالا خطبے کا موصوف نے پورا حوالہ نہیں دیا کہ اس کتاب کا کیا نام ہے۔ کس پریس میں چھپی ہے صفحہ نمبر بھی نہیں دیا لیکن اس کے مندرجات کا جو انگریزی ترجمہ موصوف نے دیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ موصوف کو کسی مستند اسلامی کتاب میں نہیں ملے۔ اس لئے کہ موصوف تو حضرت ابن عباسؓ کی ایک روایت کو ہی پورا خطبہ سمجھے بیٹھے ہیں۔ جیسا کہ موصوف نے اپنے مضمون میں بار بار اس کا اعادہ کیا ہے۔ رہا یہ اعتراض کہ ہمدرد فاؤنڈیشن کا چھپا ہوا خطبہ ہمارے ملک کے تمام علماء میں مقبول ہے تو موصوف نے ان علماء کے نام لکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی جنہوں نے اس کا حوالہ اپنی تقریروں یا تصنیفات میں دیا ہو۔ یہ خطبہ کسی عالم نے جمع و تدوین کیا ہے اس کا بھی ذکر نہیں ہے۔ باقی رہا اس کے مندرجات کا حوالہ یہ کہاں سے لیا گیا ہے۔ تو وہ تمام تا تمام شبلی نعمانی کی سیرت النبیؐ میں موجود ہے۔ اور جیسا کہ علامہ سید سلیمان ندوی نے صفحہ ۱۵۳ کے فٹ نوٹ میں لکھا ہے جو درج ذیل ہے:-

"یہ اور اس کے بعد کے تمام عربی جملے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبے کے ٹکڑے ہیں۔ (یہ مکمل کسی حدیث میں نہیں ہیں اس لئے ان کو مختلف ماخذوں سے جمع کرنا پڑا ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم باب حجۃ النبیؐ د باب الدیات اور ابوداؤد د باب الاشہر الحرام و حجۃ النبی) وغیرہ میں یہ خطبہ حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابن عمرؓ، حضرت ابوامامہ باہلیؓ، حضرت جابرؓ، حضرت ابوبکرہؓ وغیرہ صحابہ کی روایتوں سے مذکور ہے۔ ان روایتوں میں بعض باتیں مشترک ہیں۔ مثلاً انّ دماءکم واموالکم حرام

علیکم کحرمۃ الخ اور بعض باتیں الگ ہیں۔ مغازی اور سیر کی کتابوں میں کچھ اور باتیں بھی مذکور ہیں۔ اصل یہ ہے کہ یہ ایک طویل خطبہ تھا۔ ہر ایک شخص کو جو فقرہ یاد رہ گیا اس کی اس نے روایت کر دی اس بنا پر مختلف مآخذوں سے ان ٹکڑوں کو جمع کر لیا گیا ہے اور اس کے جا بجا حوالے دئے گئے ہیں۔ خطبے کے بعض ضمنی الفاظ مصنف نے چھوڑ دئے ہیں۔ روایتوں میں ایک اور اختلاف ہے حضرت جابرؓ اپنی روایت میں اور ایک روایت میں حضرت ابن عباسؓ خطبہ کا دن یوم عرفہ یعنی ۹ ذی الحجہ اور حضرت ابوبکرہؓ اور حضرت ابن عباسؓ۔ دوسری روایتوں میں یوم النحر یعنی دس ذی الحجہ بتاتے ہیں۔ بعض روائتیں ایام التشریق کے خطبہ کی ہیں۔ ابن اسحاق نے اسے مسلسل خطبہ کے طور پر نقل کیا ہے۔ ابن ماجہ۔ ترمذی اور مسند احمد میں خطبہ حجۃ الوداع کے چند فقرے منقول ہیں جن میں یہ تصریح نہیں کہ کس تاریخ کے خطبے میں آپ نے یہ فرمایا۔ بہرحال صحاح ستہ اور مسانید کی تمام روایات کو یکجا کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے اس حج میں تین دفعہ خطبہ دیا۔ ۹ ذی الحجہ یوم عرفہ ۱۰ ذی الحجہ یوم النحر کو۔ اور تیسرا خطبہ ایام التشریق میں ۱۱ یا ۱۲ ذی الحجہ کو۔ ان خطبوں میں بعض باتیں مشترک ہیں اور بعض مختص المقام ہیں یہ بہت ممکن ہے جیسا کہ بعض محدثین نے تصریح کی ہے کہ چونکہ مجمع بہت بڑا تھا اور آپ جو پیغام اپنی امت کو پہنچانا چاہتے تھے وہ نہایت اہم تھا اس لئے آپ نے اپنی تقریر کے بعض بعض فقرے مکرر اعادہ فرمائے ہیں"

اور یہ حقیقت ہے کہ سیرت النبیؐ میں جو جملہ جس کتاب سے لیا گیا ہے اس کا حوالہ دیا گیا ہے تو حیرت ہے کہ موصوف کو یہ خطبہ جو علماء میں مقبول ہے کسی اسلامی کتاب میں کیوں نہیں ملا۔ (وہاں یکجا نہیں مل سکتا جیسا کہ علامہ سید سلیمان ندوی نے تصریح فرما دی ہے) بہرحال ہمدرد فاؤنڈیشن والے خطبہ کا پہلا پیرا صہ ۵۲ اپر دیا گیا ہے۔ اور یہ ابوداؤد و صحیح مسلم سے لئے گئے ہیں۔

لہٰذا موصوف کے اس دعویٰ یا الزام کی زد کہ یہ اضافے بعد میں کئے گئے ہیں براہ راست مندرجہ بالا ثقہ محدثین پر پڑتی ہے۔ کیونکہ علامہ شبلی نعمانی نے تو یہ ٹکڑے صحیح مسلم و بخاری۔ مسند ابو داؤد۔ مسند امام احمد۔ سنن ابن ماجہ۔ سنن نسائی و ترمذی، طبقات ابن سعد۔ ابن اسحاق۔ تاریخ طبری۔ منتقی الاخبار مع نیل الاوطار لابن تیمیہ سے نقل کئے ہیں پھر یہ اضافے انہی محدثینؒ و مورخین نے کئے ہیں۔ حالاں کہ صحیح مسلم (حج) میں روایت ہے۔ کہ قال قولاً کثیرا۔ آپ نے بہت سی باتیں فرمائیں صحیح بخاری (حجۃ الوداع) میں ہے کہ آپ نے اس میں دجال کا بھی ذکر کیا تھا لیکن یہ متعین نہیں کہ کس دن کے خطبہ میں یہ فرمایا (سیرت النبیؐ فٹ نوٹ صہ ۱۶۴، ۱۶۵)

لہٰذا موصوف کا اصرار کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی کچھ فرمایا جو حضرت ابن عباسؓ کی ایک

روایت میں مذکور ہے ۔ صحیح نہیں ہے اور اس ایک روایت کو پورا خطبہ قرار دینا اور باقی روایات کو اضافے قرار دینا بھی غلط ہے ۔ نیز حضرت عباسؓ کی ایک روایت کو بنیاد بنا کر تمام محدثین، مورخین اور سیرت نگاروں کو اضافے کے جرم میں ملوث ملزموں کے کٹہرے میں لا کھڑا کرنے کی سعی لا حاصل ہے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ موصوف کی کوشش یہ ہے کہ ناپختہ اذہان میں اسلامی روایات اور اسلامی تاریخ و تہذیب کی صحت و ثقاہت کے متعلق شکوک و شبہات پیدا کئے جائیں ۔ اور ان کو ان کی نظر میں بے وقعت کیا جائے اور اسلامی تہذیب و تمدن اور تاریخ کو محفوظ کر کے آئندہ نسلوں تک پہنچانے والوں کو اضافے کا مجرم بنا کر پیش کیا جائے ۔ یہ طرز عمل قطعی طور پر قابل تحسین نہیں ہے ۔ بلکہ قابل نفرین ہے ۔ اس کی جس قدر جلد اصلاح ہو جائے بہتر ہے ۔

باقی از صفحہ

پورٹ سعید میں گھومنے پھرنے کے علاوہ ہمیں "پورٹ فواد" بھی لے گئے ۔ جو بحر ابیض میں واقع ہے اور ایشیا میں شمار ہوتا ہے ۔ پورٹ فواد ۔ پورٹ سعید کے تفصیلی چکر کے علاوہ ہمارے ان دوستوں سے مصری ثقافت و تہذیب، عادات و اخلاق، شادی و بیاہ اور غموں کے رسم و رواج پر تفصیل سے بات ہوئی ۔ رات گذار کر دوسرے دن صبح ہم ان سے رخصت ہوئے ۔ ہمیں رخصت کرتے وقت چھوٹے بڑے رو رہے تھے اور بڑی بڑی دعائیں دیتے رہے ۔ پورٹ سعید سے واپسی پر اسماعیلیہ میں دوبارہ اتر کر کچھ وقت گذارا ۔ اور مغرب کو دوبارہ قاہرہ واپس ہو کر یوں سفر سینا اختتام کو پہنچ گیا ۔ ——— (جاری ہے)

مؤتمر المصنفین کی علمی و تحقیقی
عظیم تاریخی پیشکش
دفاعِ امام ابو حنیفہ
تعلیق لفظ — جناب مولانا سمیع الحق صاحب مدیر الحق
تصنیف — مولانا عبدالقیوم حقانی رفیق مؤتمر المصنفین و استاد دارالعلوم حقانیہ
حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کی
مؤتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (پشاور)